حضرت عبداللہ شاہ غازی قدس سرہٗ
کے آباواجداد
اور فتاویٰ رضویہ

ندیم احمد ندیم نورانی

انجمن ضیاءِ طیبہ

حضرت عبداللہ شاہ غازی قدس سرہٗ
کے آباواجداد
اور فتاویٰ رضویہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جمیع الحقوق محفوظۃ

ضیائی سلسلۂ اشاعت	:	۱۰۳
نام کتاب	:	حضرت عبداللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے آباواجداد اور فتاوی رضویہ
مُصنّف	:	ندیم احمد ندیم نورانی
صفحات	:	۳۲
تعداد	:	۱۱۰۰
سنِ اشاعت	:	نومبر ۲۰۱۵ء / صفر المظفّر ۱۴۳۷ھ
کمپوزنگ وسرورق	:	مُحمّد مُدثر اکرام قادری
طباعت	:	
ہدیہ	:	
ناشر	:	ضیائی دارُالاشاعت انجمن ضیائے طیبہ

For Download: books.ziaetaiba.com

انجمن ضیاءِ طیبہ
B-1، بلاک 7-8، شادمان اپارٹمنٹ،
شبیر آباد سوسائٹی، KCHS، کراچی۔

Anjuman Zia-e-Taiba
B-1, Shadman Appartments
Block 7-8,, Shabirabad Society,
KCHS, Near Bloch Pull Karachi.

Ph: 92(21) 34320720, 34320721 Fax: 92(21)34893350
E-mail: info@ziaetaiba.com , Url: www.ziaetaiba.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سخنِ ضیاءِ طیبہ

عہدِ نبوی ہی میں نبیِ کریم ﷺ کے مہکتے ستارے کائنات کے گوشے گوشے میں دینِ حق کو روشناس کرانے کے واسطے اپنی ضیا بکھیرنے پہنچ چکے تھے۔

انھی ستاروں میں آلِ نبی کے چاند (ساداتِ کرام) بھی ہیں، جن کی ضیا سے آج پوری کائنات جگمگا رہی ہے۔

یہ سلسلہ عہدِ نبوی ﷺ ہی سے اہلِ بیتِ اَطہار، پھر صدی بہ صدی مختلف جہتوں میں چلتا رہا ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ۔۔۔! وطنِ عزیز پاکستان کی "پاک سرزمین" بھی آلِ رسول کے قدموں سے منوّر ہے؛ جب کہ ہمارا شہرِ عزیز "کراچی" خاص طور پر نبیِ کریم ﷺ کی آل کی برکتوں سے فیض یاب ہو رہا ہے، جن میں سرِ فہرست

ایک معروف نام "حضرت عبداللہ شاہ غازی" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، جو نواسۂ رسول "حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے کے پوتے ہیں۔

ابھی ہمارا موضوعِ سخن: "حضرت عبداللہ شاہ غازی کے آبا و اَجداد قُدِّسَ اَسْرَارُھُمْ" کی ذاتِ اقدس ہے۔ آپ کے حالاتِ جمیلہ پر قلم تو چلا مگر مختصر۔۔۔۔ زیرِ نظر کتاب بھی ایک چھوٹے دیے کی مانند ہے، مگر اس دیے کا تیل جن اوراق سے نکالا گیا ہے، بے شک "اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ" ہے، جسے کائنات: "فتاوٰی رضویّہ" کے نام سے جانتی ہے۔

فتاوٰی رضویّہ کا نام علم و فن کے جہاں میں قدر و منزلت کے الفاظ سے اس لیے لیا جاتا ہے کہ اس کی تخلیق جس عالم کے قلم سے ہوئی ایسے عالموں کے لیے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ

"میری امّت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مانند ہیں۔"

صاحبِ فتاوٰی رضویّہ کو غریقِ رحمت ہوئے سو برس ہونے کو آئے ہیں، مگر کھوج کے سمندر میں غوطہ زن محققین "احمد رضا" کے دائرۂ تحقیق ہی سے اب تک کنارے تک نہ پہنچ سکے کہ بے شک

ع: "احمد رضا، رضائے احمد و ربِّ عُلا ہے"

اعلیٰ حضرت کی ذات اور ان کی تحقیق کی شاہ راہ میں الحمد للہ تبارک وتعالیٰ انجمن ضیائے طیبہ بھی اپنی بساط کے مطابق مختلف جہتوں پر گامزن ہے۔

پچھلے گیارہ برس میں ادارے کے پلیٹ فارم سے رضویات کے شعبے میں علمی و تحقیقی کام ہوئے، جن میں سے چند اب تک زیرِ تدوین ہیں، جب کہ درجنوں کام زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر عوام وخواص اور کتب خانوں کی زینت بن چکے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب: ”حضرت عبد اللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے آباو اَجداد اور فتاوٰی رضویّہ“ بھی اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جسے محترم جناب ندیم احمد نؔدیم نورانی صاحب نے تصنیف کر کے، رضویات کے گلشن میں ایک پودے کا مزید اضافہ کیا ہے، جو یقیناً قابلِ ستائش ہے۔

انجمن ضیائے طیبہ اپنے اشاعتی شعبے ”ضیائی دارالاشاعت“ کے تحت ”حضرت عبد اللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے آباو اَجداد اور فتاوٰی رضویّہ“ کو امسال ۹۷/ ویں عرسِ اعلیٰ حضرت کے مبارک موقع پر شائع کر رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے صدقہ و طفیل ادارے ”انجمن ضیائے طیبہ“ کی جملہ مساعیِ جمیلہ کو مقبولِ خاص وعام بنائے۔

سیّد محمد مبشر قادری

انجمن ضیاءِ طیبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

حضرت عبدُاللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے آبا و اَجداد اور فتاوٰی رَضویّہ

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں نے اپنے شہرۂ آفاق فتاوٰی معروف بہ ''فتاوٰی رضویّہ'' میں حضرت سیّدنا عبداللہ شاہ غازی کے آبا واجداد رحمۃ اللہ علیہم کا ذکر بڑی عقیدت و محبت سے کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ فتاوٰی رضویّہ سے ان بزرگوں سے متعلق کچھ نقل کیا جائے، بہ طورِ تمہید حضرت سیّدنا سیّد عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مختصر تعارف ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

نام، لقب، کنیت اور نسب

حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا اسمِ مبارک ''عبداللہ''، اور لقب ''اَلْاَشْتَر'' ہے۔ ''اَشْتَر'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پپوٹے اس کی

آنکھوں پر جھکے ہوئے ہوں۔ آج تک آپ ''غازی'' کے لقب سے مشہور ہیں، اگرچہ شہادت کی سعادت بھی آپ نے پائی۔ آپ کے ایک صاحب زادے سیّد ابوالحسن محمد تھے، جن کے نام پر آپ کی کنیت ''ابو محمد'' ہوئی۔ آپ ساداتِ کرام میں سے تھے۔اس طرح آپ کا پورا نام:

سیّد ابو محمد عبد اللہ اشتر غازی

ہوا، لیکن آپ کو زیادہ تر ''عبد اللہ شاہ غازی'' یا ''غازی بابا'' کے نام سے جانا، پہچانا اور پکارا جاتا ہے۔

ولادتِ باسعادت

حضرت سیّدعبد اللہ شاہ غازی نَوَّرَ اللہُ تَعَالٰی مَرْقَدَہٗ کی ولادتِ باسعادت ۹۸ سنہ ھ میں مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب بنو امیّہ کی حکومت آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ [1]

شجرۂ نسب

سیّدنا حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ نسباً سیّد تھے۔ آپ کے پر دادا حضرت حسنِ مُثنّٰی بن امام حسنِ مجتبٰی کی شادی حضرت فاطمہ صغریٰ بنتِ امام حسین

---

1 تحفۃ الزّائرین، از: مفتی محمد طفیل احمد ٹھٹھوی، حصّۂ سوم، ص ۱۶۶۔

شہیدِ کربلا سے ہوئی، جن سے آپ کے دادا حضرت عبد اللہ محض پیدا ہوئے۔ اس طرح حضرت عبد اللہ شاہ غازی ''حسنی و حسینی'' کہلاتے ہیں۔(رضی اللہ عنہم)

آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے

سیّد ابو محمد عبد اللہ شاہ اشتر غازی بن سیّد محمد ذوالنفس الزّکیہ بن سیّد عبد اللہ المحض بن سیّد حسنِ مثنیٰؓ بن سیّدنا امام حسنِ مجتبیٰ بن سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) بن ابی طالب۔[2]

اس شجرۂ نسب کے مطابق حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے

والدِ ماجد: امام نفسِ زکیّہ محمد

دادا: امام عبد اللہ محض

پردادا: امام حسنِ مثنیٰؓ

سکڑ / سگڑ دادا: حضرت امام حسنِ مجتبیٰ ابنِ سیّدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

دادی محترمہ: علامہ مَناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ حضرت نفس زکیّہ کی والدہ کا نام غالباً آمنہ تھا۔

پردادی: حضرت فاطمہ صغریٰ بنتِ امام حسین رضی اللہ عنہما۔[3]

---

2 تحفۃ الزّائرین، حصّۂ سوم، ص۱۶۶۔

3 حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، نفیس اکیڈمی، کراچی، مئی ۱۹۶۰ء، ص۳۳۶۔

پردادی کا دوسرا نکاح

حضرت عبداللہ شاہ غازی کی پردادی حضرت فاطمہ صغریٰ کا پہلا نکاح آپ کے پر دادا حضرت امام حسن مثنیٰؓ سے ہوا، جب کہ دوسرا نکاح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفّان یعنی حضرت عثمانِ غنی کے پوتے سے ہوا۔ (رضی اللہ عنہم)[4]

چچا:

حضرت عبداللہ شاہ غازی کے والدِ ماجد حضرت نفسِ زکیّہ محمد کے بھائیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

موسیٰ، سلیمان، یحییٰ، ادریس اور ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہم)۔[5]

حضرت ابراہیم کا لقب: ''نفسِ رضیّہ'' تھا۔

نوٹ

سیّدنا حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ

حضرت عبداللہ شاہ غازی کے چچا حضرت موسیٰ بن امام عبداللہ محض ہی کی اولاد سے ہیں۔

---

4 خاندانِ رسولِ مقبول، از سیّدہ یاسمین زیدی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص۹۔

5 حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، نفیس اکیڈمی، کراچی، مئی ۱۹۶۰ء، ص ۳۴۷۔
خاندانِ رسولِ مقبول، ص۹۔

پھوپھی:

آپ کی پھوپھی صاحبہ کا اسمِ گرامی زینب بنتِ عبداللہ ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔[6]

برادران:

حضرت عبداللہ شاہ غازی کے بھائیوں کے نام یہ ہیں:
علی اور حسن رحمۃ اللہ علیہما۔[7]

حضرت علامہ قاضی محمد اقبال حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"حضرت سیّد نور شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ سادات سے متعلق ہیں۔ بڑے پائے کے ولی گزرے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کا مزار "اچھی قبر" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ کراچی کے مرکز بمبئی بازار میں زیارتِ خاص وعام ہے۔
مزید حالات معلوم نہ ہوسکے۔ (فقیر دربار حاضر ہوا تھا اور یہ مختصر حالات معلوم ہوئے)"[8]

---

6 تاریخِ طبری، اردو، مترجم سید محمد ابراہیم ایم اے، نفیس اکیڈمی کراچی، مئی ۱۹۶۸ء، جلد ۷، ص ۲۳۵۔

7 حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، نفیس اکیڈمی، کراچی، مئی ۱۹۶۰ء، ص ۳۳۷۔

8 تذکرۂ اولیائے سندھ، ص ۳۶۵۔

آپ کے شہزادے

حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے ایک صاحبزادے کا نام
سیّد ابوالحسن محمد ہے۔[9]

نوٹ: آپ کی پھوپھیوں، برادران اور صاحبزادگان کی مندرجۂ بالا فہرست غیر حتمی ہے، ممکن ہے، اس سے زیادہ ہوں۔

نفسِ زکیہ، نفسِ رضیّہ

حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد کا لقب:
"ذُوالنَّفْسِ الزَّکِیَّۃ" تھا،
جسے مختصراً "نفسِ زکیہ" بھی کہتے ہیں۔

علامہ مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

"بعض کتابوں میں تو لکھا ہے کہ جیسے محمد بن عبد اللہ کو اُن کی عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ کی وجہ سے لوگ "نفسِ زکیہ" کہتے تھے، اسی طرح اُن کے بھائی ابراہیم "نفسِ رضیّہ" کے خطاب سے مشہور تھے۔"[10]

9 تحفۃ الزائرین، حصّۂ سوم، ص ۱۷۳۔

10 حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، ص ۳۴۲۔

آپ کے والداور چچا کا منصور کے خلاف خُروج

۱۴۵ھ میں حضرت امام نفسِ زکیہ محمد اور اُن کے بھائی حضرت نفسِ رضیہ ابراہیم نے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف خروج کر کے اپنی دعوتِ خلافت کی تحریک چلائی۔ منصور نے دونوں بھائیوں کو شکست دی اور شہید کرادیا اور اُن کے ساتھ ہی بہت سے ساداتِ کرام بھی قتل کر دیے گئے۔ یہ پہلا تنازعہ تھا جو عباسیوں اور علویوں کے مابین ہوا۔ اس معرکے سے قبل ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔[11]

امامِ اعظم ابو حنیفہ وغیرہ کی حمایت

حضرت نفسِ زکیہ محمد اور نفسِ رضیہ ابراہیم کے خروج کے جواز میں جن علما اور ائمہ نے فتوے دیے، اُن میں سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہما وغیرہما شامل ہیں۔[12]

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی

اُمِّ حسین بنتِ عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین کہتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا جعفر (صادق) بن محمد سے پوچھا:

---

11 تاریخ الخلفاء، اردو، مترجم علامہ شمس بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور، ص۵۱۹۔

12 تاریخ الخلفاء، اردو، ص۵۱۹۔

آپ محمد بن عبد اللہ کے معاملے میں کیا فرماتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا:

یہ ایک فتنہ (آزمائش) ہے، جس میں محمد (نفس زکیّہ) ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہوجائیں گے اور اُن کے حقیقی بھائی (ابراہیم) عراق میں اس حالت میں قتل ہوں گے کہ ان کے گھوڑے کے سُم پانی میں ہوں گے۔[13]

نوٹ

امام جعفر صادق کے دادا: امام زین العابدین اور امام نفس زکیہ محمد کی دادی حضرت فاطمہ صغریٰ آپس میں بہن بھائی تھے یعنی دونوں سیّدنا امام حسین کی اولاد تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

والدِ ماجد کی شہادت

حضرت محمد ذوالنفس الزکیّہ ابن امام عبد اللہ محض کو حمید بن قحطبہ نے ۱۴رر مضان ۱۴۵ھ بروز پیر بعدِ عصر شہید کر دیا۔[14]

13 تاریخ طبری، اردو، جلد، ہفتم، ص۲۲۹ تا ۲۳۱۔

14 تاریخِ طبری، اردو، ج۷، ص۲۳۶۔

والدِ ماجد کی تدفین

حضرت محمد ذوالنفس الزکیّہ کے قتل کے دوسرے دن اُن کی بہن زینب بنتِ عبداللہ اوران کی بیٹی فاطمہ نے عیسٰی سے ان کی لاش منگواکر جنّت البقیع میں دفن کرادی۔ ان کی قبر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہٗ بن ابی طالب کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آکر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔[15]

عمِّ مکرّم (چچا) کی شہادت

حضرت نفسِ رضیہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ۲۵/ذی القعدہ ۱۴۵ھ کو ہوئی۔[16]

تابعی یا تبعِ تابعی

حضرت علامہ قاضی محمد اقبال حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بندہ کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی کا ۹۸ھ میں پیدا ہونا جب کہ اس وقت کو حضراتِ صحابۂ کرام کا دور کہا جاسکتا ہے، عینِ ممکن ہے کہ آپ نے کسی صحابی کی زیارت کی ہو، تو اس اعتبار سے آپ کا تابعی ہونالازم آئے گا، چلو اگر

---

15 تاریخ طبری، اردو، جلد ۷، ص ۲۳۵۔

16 تاریخ طبری، اردو ترجمہ، جلد ۷، ص ۲۹۱۔

ہم بالفرض یہ بھی تسلیم کریں کہ آپ نے کسی صحابی کی زیارت نہیں کی تو آپ نے کسی تابعی کی زیارت لامحالہ ضرور کی ہوگی تو اس اعتبار سے آپ کا تبعِ تابعی ہونا تو یقینی امر ہے؛ جس میں کسی اہلِ فہم و دانش کو چون وچرا نہیں کرنا چاہیے اس حقیقت کو تسلیم کرنا حق کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔"[17]

حضرت غازی بابا کی شہادت / مزارِ مبارک

ہے ایک سو اِکاوَن ہجری سنِ شہادت

پھر زندہ، جاوِداں ہیں عبداللہ شاہ غازی

حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سندھ میں ۱۵۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزارِ مبارک کلفٹن (کراچی) میں واقع ہے، جہاں ہر سال ۲۰ تا ۲۲ / ذی الحجہ کو آپ کا سہ روزہ عرسِ مبارک بڑی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔[18]

نوٹ: "تحفۃ الزّائرین" میں عرسِ مبارک کی تاریخ "۲۰ / ، ۲۱ / ذی الحجہ" لکھی ہے، لیکن درست یہ ہے کہ یہ عرسِ مبارک تین روز منایا جاتا ہے یعنی بیس، اکیس اور بائیس ذی الحجہ کو۔

---

17 تذکرۂ اولیاء سندھ، ص ۲۱۵۔

18 تحفۃ الزّائرین، حصّۂ سوم، ص ۱۷۱ تا ۱۷۳۔

فتاوٰی رضویّہ اور نفسِ زکیّہ تا علیِ مرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وُجُوھَھُمْ

احمد رضا بھی جن کے آبا کے مدح خواں ہیں

وہ ابنِ سیِّداں ہیں عبداللہ شاہ غازی

مذکورۂ بالا تمہید کے بعد، اب ہم اپنے اصل موضوع پر آتے ہیں اور حضرت امام نفسِ زکیّہ محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے لے کر حضرت سیّدنا امیر المومنین علیِ مرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ تک، حضرت عبد اللہ شاہ غازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آبا و اَجداد کا ذکرِ مبارک "فتاوٰی رضویّہ" سے نقل کر کے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

افضلیتِ شیخین پر، امام نفسِ زکیہ سے ایک روایت

"امام دار قطنی جندب اسدی سے راوی:

ان محمد بن عبد اللہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ والجزیرۃ فسألوہ عن ابی بکر وعمر فالتفت الیّ فقال انظر الی اھل بلادك یسألونی عن ابی بکر وعمر لھما افضل عندی من علی۔[19]

[19] الصواعق المحرقۃ بحوالۃ الدار قطنی عن جندب الاسدی، الباب الثّانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص۸۳۔

یعنی امام نفسِ زکیہ محمد بن عبد اللہ محض ابنِ امام حسن مثنّٰی ابنِ امام حسن مجتبٰی ابنِ مولٰی علی مرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وُجُوْھَھُمْ کے پاس اہلِ کوفہ و جزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر ابو بکر صدّیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں سوال کیا، امام نے میری طرف التفات کر کے فرمایا: اپنے وطن والوں کو دیکھو! مجھ سے ابو بکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں۔ بے شک وہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔"[20]

امامِ اجل

اِسی روایت کو اعلیٰ حضرت دوسرے مقام پر نقل کر کے حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے والدِ ماجد حضرت نفسِ زکیّہ اور اجدادِ کرام کا تعارف کراتے ہوئے حضرت نفس زکیّہ محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کو "امامِ اجل" کے لقب سے یاد فرماتے ہیں:

"امام ابو الحسن دار قطنی جندب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبد اللہ محض بن حسن مثنّٰی بن حسن مجتبٰی بن علی مرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وُجُوْھَھُمْ کے پاس کچھ اہلِ کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا۔ امامِ ممدوح نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا:

20 جَزَآءُ اللہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَآئِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّۃ؛ فتاوٰی رضویہ، جلد ۱۵، ص ۶۸۸۔

انظر الیٰ اھل بلادك یسألونی عن ابی بکر و عمر لھما عندی افضل من علی۔

اپنے شہر والوں کو دیکھو! مجھ سے ابو بکر و عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ وہ دونوں میرے نزدیک بلا شبہہ مولا علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ امامِ اجل (یعنی امام محمد)، حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت امام حسین شہیدِ کربلا کے نواسے ہیں۔ ان کا لقبِ مبارک نفسِ زکیہ ہے، ان کے والد حضرت عبد اللہ محض، کہ سب میں پہلے حسنی حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہٰذا "محض" کہلوائے، اپنے زمانے میں سردارِ بنی ہاشم تھے، اُن کے والدِ ماجد امام حسنِ مثنیٰؓ اور والدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنتِ امام حسین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَبِیْہِمْ وَعَلَیْہِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔"[21]

مذکورۂ بالا اقتباس میں حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے والد حضرت نفسِ زکیہ، دادا حضرت امام عبد اللہ محض، پردادا حضرت امام حسنِ مثنیٰؓ، سگڑ دادا حضرت امامِ عالی مقام حسنِ مجتبیٰ یعنی نواسۂ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور سگڑ دادا کے والدِ ماجد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وُجُوْھَھُمُ الْکَرِیْمَۃ کا ذکرِ مبارک ہے۔

---

21 فتاوٰی رضویّہ، جلد ۲۸، ص ۴۸۳ تا ۴۸۴۔

خلیفہ و امیر المومنین

حضرت امام حافظ الحدیث ابو الفضل شہاب الدین ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف: ”الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ“ (باب الکنی حرف الطاء المھملۃ، القسم الرابع) کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ رقم طراز ہیں:

”وقد فخر المنصور علی محمد بن عبداللہ بن الحسن لما خرج بالمدینۃ و کاتبہ المکاتبات المشھورۃ ومنھا فی کتاب المنصور وقد بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولہ اربعۃ اعمام فاٰمن بہ اثنان احدھما ابی و کفر بہ اثنان احدھما ابوك۔“[22]

یعنی جب امام نفسِ زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مشہور بہ ”منصور دَوَانیقی“ پر خروج فرمایا اور مدینۂ طیّبہ پر تسلّط کر کے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا، اُن میں اور خلیفۂ مذکور منصور میں مکاتباتِ مشہورہ ہوئے، ازاں جملہ منصور نے ایک نامے میں لکھا: جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت ظاہر ہوئی حضور کے چار (۴) چچا زندہ تھے: حمزہ و عباس و ابو طالب و ابو لہب۔ دو (۲) حضور پر ایمان لائے: ایک

---

22 الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف الطاء، القسم الرابع ابو طالب، دار صادر، بیروت، ۴/ ۱۱۸۔

اُن میں میرے باپ ہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ، اور دو (۲) کافر رہے، ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں یعنی ابو طالب۔

یہ منصور علاوہ خلیفہ واہلِ بیت ہونے کے خود بھی علمائے تبعِ تابعین و فقہاءِ محدّثین سے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں انھیں "فقیہ النفس وجید المشارکۃ فی العلم" لکھا اور فرمایا:

ولد سنة خمس وتسعين وادرك جدّه ولم يروعنه وروى عن ابيه وعن عطاء بن يسار وعنه ولده المهدى۔[23]

وہ ۹۵ھ میں پیدا ہوا، اپنے دادا کو پایا مگر ان سے روایت نہیں کی، اپنے باپ اور عطا بن یسار سے روایت کی اور اُس سے اُس کے بیٹے مہدی نے روایت کی۔(ت)"[24]

مذکورۂ بالا اقتباس میں سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے حضرت سیّدنا عبداللہ شاہ غازی کے والدِ ماجد حضرت امامِ اجل نفسِ زکیہ محمد کے لیے "خلیفہ و امیر المومنین" لقب کا ذکر فرمایا ہے۔

23 تاریخ الخلفاء، احوال المنصور ابو جعفر عبداللہ، مطبع مجتبائی، دہلی، ص ۱۸۰۔

24 شرح المطالب فی مبحث ابی طالب؛ فتاوٰی رضویّہ، جلد ۲۹، ص ۶۹۱ تا ۶۹۲۔

پر دادا یعنی امام حسن مثنیٰؓ کے نکاح کا ذکر

ایک دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے پر دادا حضرت امام حسن مثنیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

"عم (چچا) وعمہ (پھوپھی) وخال (ماموں) وخالہ کی بیٹیوں کو مشرکینِ عرب بھی بہن نہ جانتے تھے، ان سے مناکحت (نکاح کرنا) ان میں بھی رائج تھی اور مسلمانوں میں بھی ہمیشہ رائج تھی اور اب تمام ممالکِ اسلامیّہ میں شائع وذائع ہے۔ اِس کی سب سے اعلیٰ نظیر حضرت امام حسن مثنیٰؓ و حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہما کا نکاح ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت امام حسن مثنیٰؓ حضرت امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت فاطمہ صغریٰ حضرت امام حسین شہیدِ کربلا کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پھر یہ اُن کے نکاح میں تھیں، حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ عنہ انھی دونوں پاک مبارک والدین سے پیدا ہوئے۔ اُنھیں "محض" اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں حضرت بتولِ زہرا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَبِیۡھَا الکَرِیۡمِ وَعَلَیۡھَا وَسَلَّمَ کی اولادِ امجاد ہیں۔ باپ حضرت خاتونِ جنّت کے پوتے اور ماں اُن کی پوتی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے:

لما مات الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ۔[25]

جب حسن بن حسن بن علی (رضی اللہ عنہم) فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگایا۔(ت)[26]

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

(امرأتہ) فاطمۃ بنت الحسین بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم وھی ابنۃ عمّھم۔[27] (بیوی سے مراد فاطمہ بنتِ حسین بن علی (رضی اللہ عنہم) ہیں، جو اُن کی چچازاد ہیں۔ت)"[28]

حضرت امام حسن مثنیٰؓ کا مزید ذکر

"حَیَاۃُ الْمَوَات فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَات" (۱۳۰۵ھ)[29] میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اُن پونے دو سو اکابرِ اسلام کے اسمائے طیّبہ

25 صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۷۷/۱۔

26 "فتاوٰی رضویّہ" کے جدید ایڈیشن، شائع کردہ رضافاؤنڈیشن، لاہور میں "ت" سے مراد یہ ہے کہ عربی عبارت کا ترجمہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں، بلکہ کسی اور عالم کا کیا ہوا ہے۔(ندیم)

27 ارشاد السّاری شرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۴۲۹۔

28 فتاوٰی رضویّہ، جدید، جلد ۱۱، ص ۴۳۱ تا ۴۳۲۔

29 یہ رسالہ "فتاوٰی رضویّہ" جدید جلد ۹، ص ۶۷۵ تا ۹۴۶، اور قدیم جلد ۴، ص ۲۳۵ تا ۳۷۶ پر موجود ہے۔

درج فرمائے، جن کے کلام میں خاص سماع و ادراک و علم و شعورِ اہلِ قبور کے نصوصِ قاہرہ یا دلائلِ باہرہ ہیں۔ اس ضمن میں تابعینِ کرام کے ذکر میں حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے پَر دادا حضرت امام حسن مثنّیٰ کا ذکر، اعلیٰ حضرت یوں فرماتے ہیں:

"(۱۱۴) حضرت امام حسن مثنیٰؒ ابنِ حسن مجتبیٰ ابنِ مولیٰ مشکل کُشا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِھِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ دَآئِمًا اَبَدًا۔"[30]

امام حسن مثنیٰؒ سے ایک روایت

"حَیَاةُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَات" (۱۳۰۵ھ) ہی میں آگے چل کر سَماعِ اَموات (مردوں کے سننے) سے متعلق حضرت امام حسن مثنیٰؒ اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں، چناں چہ اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

"ارواح کے آگے کچھ پردہ نہیں اور انھیں سارا جہاں یک ساں ہے ۔۔۔ کہ ارواحِ قدسیّہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔۔۔ شاہ عبد العزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بُعدِ مکانی اس دریافت کا حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے کہ کنویں کے اندر سے ساتوں آسمان کے ستارے

---

30 فتاوٰی رضویہ، جدید، جلد ۹، ص ۷۴۰۔

دیکھ سکتی ہے۔ یہی معنٰی ہیں ارشادِ عالیِ دو امامِ اہلِ بیتِ طہارت، دو فرزندِ رَیحانینِ رسالت حضرت امامِ اجلّ زین العابدین علی بن حسین شہیدِ کرب وبلاو حضرت امام حسن مثنّٰی ابنِ امامِ اکبر سیّدنا حسنِ مجتبٰی صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلٰٓی اٰبِیْهِمُ الْکَرِیْمِ وَعَلَیْهِمْ کے کہ زائرینِ مزارِ اقدس سے فرمایا:

اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَنْدَلُسِ سَوَآءٌ۔

(تم اور جو اندلس میں بیٹھے ہیں برابر ہیں۔ ت)

حکاہ فی جذب القلوب وغیرہ۔

(اِسے جذب القلوب وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ت)[31]

سگڑ دادا یعنی سیّدنا امام حسن سے ایک روایت

فتاوٰی رضویّہ میں حضرت سیّدنا امام حسنِ مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کئی ایک روایات منقول ہیں، جن میں سے بہ طورِ تبرک حسبِ ذیل ایک ہی روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے، جو خلیفۂ سوم حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے:

"ابنِ عساکر تاریخ میں حضرت امام حسنِ مجتبٰی، وہ اپنے والدِ ماجد حضرت مولٰی علی کَرَّمَ اللهُ وُجُوْهُهُمَا سے راوی:

---

31 فتاوٰی رضویّہ، جدید جلد ۹، ص ۸۳۱۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَانَقَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّان فَقَالَ قَدْ عَانَقْتُ اَخِیْ عُثْمَانَ فَمَنْ کَانَ لَہٗ اَخٌ فَلْیُعَانِقْہُ۔[32]

حضور سیّدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا، اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا؛ جس کے کوئی بھائی ہو، اُسے چاہیے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔"[33]

امام حسن: ترکِ خلافت اور حصولِ غوثیتِ عظمیٰ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیّدنا امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیتِ عظمیٰ کے حوالے سے حضرت علّامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

"علّامہ علی قاری حنفی مکی (متوفّٰی ۱۰۱۴ھ) کتاب "نُزْهَةُ الْخَاطِرِ الْفَاتِرِ فِیْ تَرْجَمَةِ سَیِّدِی الشَّرِیْفِ عَبْدِالْقَادِرْ" میں فرماتے ہیں:

لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ القطبیّۃ الکبرٰی فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالیٰ

---

32 کنز العمّال بحوالۃ ابن عساکر، حدیث ۳۶۲۴۰، مؤسّسۃ الرّسالۃ، بیروت، ۱۳ / ۵۷۔

33 فتاوٰی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۶۷۔

عنہ القطب الاکبر و سیّدنا السّیّد الشّیخ عبدالقادر ھو القطب الاوسط والمھدی خاتمۃ الاقطاب۔[34]

بے شک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب، بہ خیالِ فتنہ و بلا، یہ خلافت ترک فرمائی؛ اللہ عَزَّ وَجَلّ نے اُس کے بدلے ان میں اور اُن کی اولادِ اَمجاد میں غوثیتِ عظمیٰ کا مرتبہ رکھا: پہلے قطبِ اکبر خود حضور سیّدنا امام حسن ہوئے اور اَوسط میں صرف حضور سیّدنا سیّد عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔"[35]

حضراتِ حسنین کی خصوصی فضیلت (سیّد کون؟)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قُدِّسَ سِرُّہٗ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ نسب باپ سے چلتا ہے، "سیّد" کی تعریف اور حضراتِ حَسَنَین کریمَین (امام حسن اور امام حُسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت یوں بیان فرماتے ہیں:

"شرعِ مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے؛ جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں، وہ اُنھیں قوموں سے ہوگا، اگرچہ اس کی ماں اور دادی سب سیّدانیاں ہوں۔

---

34 "نزھۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیّدی الشّریف عبدالقادر"، قلمی، ص۶۔

35 فتاوٰی رضویّہ، جلد ۲۸، ص ۳۹۲۔

نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے:

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ اللهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا (ھٰذا مختصر)۔[36]

ترجمہ: جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے، اُس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔(مختصراً)

بخاری و مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وغیرہم نے یہ حدیث مولا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ سے روایت کی ہے۔ ہاں، اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بیٹے ٹھہرے، پھر اُن کی جو خاص اولاد ہے اُن میں بھی وہی قاعدۂ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سبطینِ کریمین کی اولاد سیّد ہیں نہ کہ بَناتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی، واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم۔"[37]

امیر المومنین علیِ مرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ

کون نہیں جانتا کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مورِثِ اعلیٰ اور اِمام حسنِ مجتبیٰ کے والدِ ماجد یعنی شاہِ ولایت، شیرِ خدا، امیر المومنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی

36 المعجم الکبیر، حدیث ۶۴، مروی عن عمرو بن خارجة، المکتبة الفیصلیّة، بیروت، ۳۴/۱۷۔

37 "فتاوٰی رضویّہ"، ج۱۳، ص۳۶۱۔

المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وُجُوْهَهُمُ الْكَرِيْمَة حضورِ اکرم نورِ مجسّم حضرت محمدِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے چچازاد بھائی، داماد اور خلیفۂ چہارم ہیں!

فتاوٰی رضویّہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے متعلق ۲/ رسائل شامل ہیں: ”تَنْزِیْهُ الْمَكَانَةِ الْحَيْدَرِيَّة عَنْ وَّصْمَةِ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّة“(۱۳۱۲ھ) اور ”غَايَةُ التَّحْقِيْق فِيْ اِمَامَةِ الْعَلِيِّ وَالصِّدِّيْق“ (۱۳۳۱ھ) (یہ غیر تاریخی نام ہے)۔

مذکورہ رسائل کے علاوہ بھی، فتاوٰی رضویّہ شریف میں حضرت علی کا ذکرِ مبارک جابہ جا ملتا ہے، جس میں سے کچھ تبرکاً ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔

خلافتِ عامّہ اور مَولٰی علیِ مرتضٰی وامام حسنِ مجتبٰی

”امامت اگر بمعنٰی مقتدٰی فی الدین ہونے کے ہے تو بلاشبہہ اُن (بارہ اماموں) کے غلام اور غلاموں کے غلام مقتدٰی فی الدین ہیں، اوراگر اصطلاحِ مقاماتِ ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں: عبدالملک و عبدالرّب، انہیں ”اِمامَین“ کہتے ہیں، تو بِلا شبہہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے۔اور اگر امامت بمعنٰی ”خلافتِ عامّہ“ مراد ہے، تو وہ اُن (بارہ اماموں) میں صرف امیر المومنین مولٰی علی وسیّدنا امام حسنِ مجتبٰی کو ملی اوراب سیّدنا امام مہدی کو ملے گی وبس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، باقی جو منصبِ امامت ولایت سے بڑھ کر ہے وہ خاصّۂ انبیا علیہم الصّلٰوۃ والسّلام ہے، جس کو فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا [38]

ترجمہ: ”فرمایا: میں تمھیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔“ (کنز الایمان)

وہ امامت کسی غیر نبی کے لیے نہیں مانی جاسکتی۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ [39]

ترجمہ: ”حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔“ (کنز الایمان)

ہر غیر نبی کی امامت اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ تک ہے، جسے فرمایا:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا [40]

ترجمہ: ”اور ہم نے انھیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔“ (کنز الایمان)

مگر اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے مرتبے تک نہیں ہوسکتی۔ اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح ضلالت و بے دینی ہے۔ امام جعفرِ صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تو بلا شبہہ یہ حضرات مجتہدین و ائمۂ مجتہدین تھے، اور باقی حضرات بھی غالباً مجتہد ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ [41]

---

38 القرآن الکریم، پارہ ۱، اَلْبَقَرَة: ۱۲۴۔

39 القرآن الکریم، پارہ ۵، اَلنِّسَآء: ۵۹۔

40 القرآن الکریم، پارہ ۱۷، اَلْاَنْبِيَاء: ۷۳۔

41 ”فتاوٰی رضویّہ“، جلد ۲۶، ص ۴۳۰ تا ۴۳۱۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ مددگار ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حدیثِ مبارکہ نقل فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

مَنْ کُنْتُ وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَّلِیُّہٗ[42]

قال المناوی فی شرحہ یدفع عنہ ما یکرہ۔[43]

یعنی میں جس کا مددگار ہوں علی المرتضیٰ اس کے مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اس سے دفع کرتے ہیں۔"[44]

یہ فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) اپنے مضمون کا اسی پر اختتام کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اِسے شرفِ قبولیت سے نوازے!

اٰمِیْن بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم۔ والْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

پیر، ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

۲/ نومبر ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆☆☆

---

42 الجامع الصّغیر، حدیث ۹۰۰۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/ ۵۴۲۔

43 التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث من کنت ولیہ الخ، مکتبۃ الامام الشافعی ریاض، ۲/ ۴۴۲۔

44 فتاوٰی رضویّہ، جلد ۲۹، ص ۲۵۶۔

گلہائے عقیدت بہ حضور

حضرت سیّدنا سیّد عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

کلام: ندیم احمد ندؔیم نورانی

فیضان کا جہاں ہیں عبداللہ شاہ غازی
روحانی داستاں ہیں عبداللہ شاہ غازی

دربار ہے کلفٹن شہر کراچی والا
اور شاہِ مہرباں ہیں عبداللہ شاہ غازی

احمد رضا بھی جن کے آبا کے مدح خواں ہیں
وہ ابنِ سیّداں ہیں عبداللہ شاہ غازی

رشد و ہُدا کے سورج اور علم و معرفت کے
اک بحرِ بے کراں ہیں عبداللہ شاہ غازی

طیبہ سے سندھ آ کر، دینی ضیا بکھیری
تاجِ مبلّغاں ہیں عبداللہ شاہ غازی

مشہور ہے کرامت: چشمے کا آبِ شیریں
فیضِ کرم رساں ہیں عبداللہ شاہ غازی

طغیانیِ سمندر میں کیوں بہے کراچی
جب اس کے پاسباں ہیں عبداللہ شاہ غازی

دربارِ شاہ احمد نورانی پر بھی، بے شک
نورانیت فشاں ہیں عبداللہ شاہ غازی

ہے ایک سو اِکاون ہجری سنِ شہادت
پھر زندہ، جاوداں ہیں عبداللہ شاہ غازی

جب سازِ دل چھڑا تو مِدحت سرا ہوئے لب
ممدوحِ مدح خواں ہیں عبداللہ شاہ غازی

مَیں بھی ، ندؔیم احمد! ہوں اُن کا اک فدائی
میرے بھی جانِ جاں ہیں عبداللہ شاہ غازی

پیر،۲۷/ ذی الحجۃ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۵ء

طالب دعا:
ندیم احمد ندؔیم نورانی
انجمن ضیائے طیبہ کراچی' پاکستان

رابطہ
0300-1581973
0311-2892665
0347-2096956

شعبۂ اعلیٰ حضرت میں انجمن ضیائے طیبہ کی مطبوعات